ACADEMIA International Journal for Social Sciences
Volume 4, Issue 1, 2025 ISSN-L (Online): 3006-6638

A Review of the Role of non-Muslims in Islamic Conquests: Political, Social and Moral Criticism

اسلامی غزوات میں غیر مسلموں کا کردار: سیاسی، سماجی اور اخلاقی تنقیدی جائزہ

ڈاکٹر نوشین اقبال خان
nosheeniqbal555@gmail.com
وزٹنگ لیکچرر، شعبہ اسلامیات، یونیورسٹی آف پشاور، پشاور، خیبر پختونخواہ، پاکستان۔

بخت میناصغرا
ssincere@yahoo.com
وزٹنگ لیکچرر، شعبہ اسلامیات، اسلامیہ کالج پشاور، پشاور، خیبر پختونخواہ، پاکستان۔

Corresponding Author: ڈاکٹر نوشین اقبال خان nosheeniqbal555@gmail.com

Received: 14-01-2025 **Revised:** 12-02-2025 **Accepted:** 16-02-2025 **Published:** 01-03-2025

ABSTRACT

The term "*Ghazwa*" describes conflicts or expeditions in Islamic history when the Prophet Muhammad (peace be upon him) was physically present. Whether it was a conflict, a peace agreement, or an effort to spread Islam, the Prophet Muhammad's presence and participation are essential components of a *Ghazwa*. The Battle of *Badr*, the Battle of *Uhud*, and the Battle of the Trench (*Khandaq*) are few of the most significant Ghazwat. According to certain traditions, trips in which the Prophet Muhammad was not physically present are referred to as "sariyy related to the idea of *ghazwa*. In Islamic history, *ghazwat* are important because they symbolize the early conflicts and expeditions that influenced the growth and dissemination of the religion. There has been disagreement among Islamic historians over the quantity of fights, or "*Ghazawat*", Imam Bukhari (RA) claims that there were seventeen wars fought. According to Ibn Ishaq (RA), only nine of these wars really included warfare. *Badr*, *Uhud*, *Khandaq*, *Bani Mustalaq*, *Bani Quraizhah*, *Khayber*, *Fathu* Makkah, *Hunain*, and *Taaif* are the battles of these. The term "*Sariya*" in Arabic refers to those in which the Prophet Muhammad (SAW) did not take part but instead assigned a smaller number of his followers.

اسلامی تاریخ میں، "غزوہ" سے مراد وہ لڑائیاں یا مہمات ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاتی طور پر موجود تھے۔ "غزوہ کے لفظی معنی "مہم" یا "چھاپہ" کے ہیں۔ غزوے کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے اور اس مہم میں شریک تھے، خواہ وہ جنگ ہو، امن معاہدہ ہو یا تبلیغ اسلام کا مشن ہو۔ چند اہم ترین غزوات میں جنگ بدر، جنگ احد، اور خندق کی جنگ شامل ہیں۔ کچھ ذرائع ان مہمات کا حوالہ دینے کے لیے "سریا" کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں جہاں پیغمبر اسلام ذاتی طور پر موجود نہیں تھے۔ غازِی سے مراد ایک مسلمان جنگجو یا چیمپئن ہے، اور اس کا تعلق غزوہ کے تصور سے ہے۔ غزوات اسلامی تاریخ میں اہم ہیں کیونکہ وہ ابتدائی لڑائیوں اور مہمات کی نمائندگی کرتے ہیں جنہوں نے عقیدے کے پھیلاؤ اور ترقی کو تشکیل دیا۔ غزوات کی صحیح تعداد کے بارے میں مؤرخین کے درمیان کچھ اختلاف ہے، بعض ذرائع نے 26 اور دیگر 27 کا حوالہ دیا ہے۔ ابن اسحاق (رضی اللہ عنہ) نے ان لڑائیوں میں سے صرف 9 کو روایت کیا ہے۔ جگہ وہ جنگیں ہیں: بدر، احد، بنو مصطلق، خندق، بنو قریظہ، خیبر، فتح مکہ، حنین اور طائف۔ جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت نہیں کی لیکن اپنے صحابہ کے ایک چھوٹے گروہ کو عربی میں سریہ کہا جاتا ہے۔

غزوہ بدر ۲ ہجری:

جنگ بدر، جسے غزوہ بدر کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، پیغمبر اسلام کی قیادت میں ابتدائی مسلم کمیونٹی کے لیے ایک اہم فوجی فتح تھی، جو موجودہ شہر بدر کے قریب ہجرت کے دوسرے سال (13 مارچ 624 عیسوی) کے 17 رمضان کو لڑی گئی۔ یہ جنگ 17 رمضان المبارک 2 ہجری (13 مارچ 624 عیسوی) کو سعودی عرب کے صوبہ المدینہ کے شہر بدر کے قریب ہوئی۔ جنگ بدر کو اسلامی تاریخ کا ایک اہم واقعہ سمجھا جاتا ہے، جو ابتدائی مسلم کمیونٹی کے لیے ایک اہم موڑ کا نشان ہے، جس نے انہیں دفاعی موقف سے استحکام اور توسیع کی طرف لے جایا ہے۔ یہ جنگ مسلمانوں کے درمیان ایک تصادم تھی، جس کی قیادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کر رہے تھے، اور قبیلہ قریش، جس کی قیادت ابو جہل کر رہے تھے۔ مسلمانوں کی، اگرچہ تعداد زیادہ تھی، قریش کے خلاف فیصلہ کن فتح حاصل کی۔ مسلمانوں کی فوج 313 آدمیوں پر مشتمل تھی جب کہ قریش کی فوج تقریباً 1000 آدمیوں پر مشتمل تھی۔ قرآن جنگ بدر کو "یوم الفرقان" سے تعبیر کرتا ہے، جو حق اور باطل کے درمیان امتیاز کے دن کے طور پر اس کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ کے دوران مسلمانوں کی مدد کے لیے فرشتے بھیجے۔ بدر میں فتح نے مسلمانوں کے حوصلے بلند کیے اور مکہ کی تجارت کو نقصان پہنچایا، جو قریش کے لیے ایک بڑا دھچکا تھا۔ جنگ بدر کو تاریخی ریکارڈوں اور پیغمبر اسلام کی سیرت میں شامل کیا گیا ہے، اور یہ مسلمانوں کے لیے سال بھر غور کرنے کے لیے اہم یاد دہانیاں رکھتی ہے۔ غزوہ بدر میں قریش کی جاسوسی کے لیے دو خبر رساں بسیتہ اور عدی بھیجے گئے تھے انہوں نے قریش کی آمد کی خبر دی اور قریش کے لشکر کی تعداد کی

اطلاع اسلم بن الحجاج کے غلام اور عریص ابو یسار بنی العاص بن سعید کے غلام نے دی کہ لشکر قریش وادی کے کنارے ایک ٹیلے جسہ قریش کا قافلہ تجارت باحفاظت مکہ پہنچ چکا ہے تو ان کے سردار اخنس بن شریف بن عمرو بن وہب الثقفی بنی زہرہ نے اپنی قوم سے کہا کہ جب قافلہ بچ نکلا ہے تو اب لڑنے کی ضرورت باقی نہیں رہی اس لیے میرا حکم ہے کہ سب یہیں سے واپس چلو اس طرح عین بدر کے وقت لشکر قریش سے الگ ہو گیا(۲۷) اللہ پاک قرآن پاک میں فرماتے ہیں کہ۔

ترجمہ: درحقیقت تمہارے لیے ان دو لشکروں میں ایک نشانی تھی جو لڑائی میں آمنے سامنے ہوئے، ایک اللہ کی راہ میں لڑنے والا اور دوسرا انکار (اور بے میں۔ مومنوں نے اپنے دشمن کو اپنی تعداد سے دوگنا دیکھا۔ یقیناً اس میں اہل بصیرت کے لیے عبرت ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ شک اللہ تعالیہ نے تمہاری مدد کی تھی بدر میں اور تم تھے کمزور)

غزوہ اُحد ۳ ہجری:

درحقیقت تمہارے لیے ان دو لشکروں میں ایک نشانی تھی جو لڑائی میں آمنے سامنے ہوئے، ایک اللہ کی راہ میں لڑنے والا اور دوسرا انکار میں۔ مومنوں نے اپنے دشمن کو اپنی تعداد سے دوگنا دیکھا۔ یقیناً اس میں اہل بصیرت کے لیے عبرت ہے۔ جنگ احد (غزوہ احد)، ابتدائی اسلامی تاریخ کا ایک اہم واقعہ، ابتدائی مسلمانوں اور مکہ کے قریش کے درمیان ایک فوجی معرکہ تھا، جو 625 عیسوی (3 ہجری) میں کوہ احد کے قریب لڑا گیا، جس کے نتیجے میں ایک حکمت عملی کی غلطی کی وجہ سے مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ یہ معرکہ ہفتہ 23 مارچ 625ء (7 شوال، 3 ہجری) کو مدینہ کے قریب کوہ احد کے شمال میں ایک وادی میں ہوا۔ جنگ بدر کے بعد یہ مکہ والوں اور مسلمانوں کے درمیان دوسرا فوجی مقابلہ تھا جس میں مسلمانوں کو ابتدائی طور پر فتح حاصل ہوئی تھی۔ مکہ والوں نے بدر میں اپنے نقصانات کا بدلہ لینے کے لیے ابوسفیان کی قیادت میں ایک لشکر کے ساتھ مدینہ کی طرف کوچ کیا۔ ابتدا میں، مسلمانوں نے بالادستی حاصل کی اور مکہ کی لکیروں کو واپس کرنے پر مجبور کر دیا، جس سے مکی کیمپ کا زیادہ تر حصہ غیر محفوظ رہا۔

مسلمان تیر اندازوں کی طرف سے محمد ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی، جنہوں نے مکہ کے کیمپ کو لوٹنے کے لیے اپنی تفویض کردہ پوسٹوں کو چھوڑ دیا، نے خالد بن الولید کی قیادت میں مکہ کے گھڑ سوار دستے سے اچانک حملے کی اجازت دی۔ مسلمانوں کو بہت زیادہ شہادتوں کے ساتھ شکست کا سامنا کرنا پڑا، جن میں حمزہ بن عبد المطلب، محمد کے چچا اور رضاعی بھائی شامل تھے، اور محمد ﷺ خود زخمی ہوئے۔ احد کی جنگ اسلامی تاریخ کا ایک اہم واقعہ ہے، جو احکام الٰہی کی اطاعت کی اہمیت اور ابتدائی مسلم کمیونٹی کو درپیش چیلنجوں کو اجاگر کرتا ہے۔ احد پہاڑ کو اسلام میں بہت اہمیت حاصل ہے کیونکہ یہ جنگ کی جگہ تھی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احد ایک پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم

اس سے محبت کرتے ہیں۔ غزوہ بدر میں حضرت عباسؓ قیدی بن کر آئے تھے آزاد ہونے کے بعد انھوں نے اسلام قبول کر لیا اور آپ ﷺ نے انہیں مکہ میں رہنے کا حکم دیا کہ قریش کی خبر دیتے رہیں۔ جنگ اُحد کے موقع پر حضرت عباسؓ نے حضور ﷺ کے نام ایک اطلاعی خط لکھا اور اس کو ایک تیز رفتار اونٹنی سوار جس کا تعلق بنی غفار سے تھا اُجرت دے کر حضور اکرم ﷺ کے پاس بھیجا اور قریش کے لشکر کی اطلاع دی۔(۲۸)

قبیلہ خزاعہ کے سردار کا ابوسفیان کو واپس جانے کا مشورہ دینا:

اُحد میں جب دونوں فوجیں میدان سے الگ ہوئیں، تو ابوسفیان جب مقام روحا پہنچا تو خیال آیا کہ کام مکمل نہیں ہوا۔ اس لیے مسلمانوں پر دوبارہ حملہ کرنا چاہیئے۔ ادھر حضوا کرمؐ کو پہلے سے گمان تھا اس لیے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے ساتھ حمراسد تک جو مدینہ سے ۸ میل ہے تشریف لے گئے۔ قبیلہ خزاعہ اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے، لیکن درپردہ اسلام کے طرفدار تھے، اسکا سردار معبد خزاعی اُحد کی شکست کی خبر سن کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واپس جا کر ابوسفیان سے ملا، ابوسفیان نے دوبارہ حملہ کا ارادہ ظاہر کیا۔ تو رئیس معبد خزاعی نے کہا کی میں ابھی دیکھ کر آیا ہوں کہ محمد ﷺ اور صحابہ کرام تمھارے تعاقب میں آرہے ہیں اور ان کے ساتھ وہ لوگ آرہے ہیں جو پہلی جنگ میں شریک نہیں تھے

غزوہ خندق یا احزاب ۵ ہجری:

خندق کی جنگ، جسے خندق کی جنگ یا جنگ احزاب (غزوہ احزاب) کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، ابتدائی اسلامی تاریخ کا ایک اہم واقعہ تھا، جو 627 عیسوی (5 ہجری) میں لڑا گیا تھا، جہاں مدینہ میں مسلمانوں نے، پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت، اپنے تمام مشرکین مکہ کے اتحاد کے خلاف کامیابی سے اپنا دفاع کیا۔ پچھلے تنازعات کے بعد، مکہ کا قریش قبیلہ، دوسرے عرب قبائل کے ساتھ، مدینہ میں بڑھتی ہوئی مسلم کمیونٹی کو ختم کرنے کے لیے متحد ہو گیا۔ مسلمانوں نے سلمان الفارسی (ایک فارسی نے اسلام قبول کیا) کے مشورے کے تحت ایک دفاعی حکمت عملی کے طور پر مدینہ کے گرد ایک خندق کھودی، جس نے اس جنگ کو "خندق" کا نام دیا۔ قریش اور ان کے اتحادیوں نے، جن کی تعداد 10,000 کے قریب تھی، مدینہ کی طرف بڑھے، لیکن خندق اور مسلمانوں کا دفاع موثر ثابت ہوا۔ محاصرہ تقریباً دو ہفتوں تک جاری رہا، اور مکہ کی فوجیں مدینہ میں مسلمانوں کی طاقت کو تسلیم کرتے ہوئے بالآخر پیچھے ہٹ گئیں۔ جنگ خندق کو اسلامی تاریخ کا ایک اہم واقعہ سمجھا جاتا ہے، جو مسلمانوں کی لچک اور تزویراتی منصوبہ بندی اور اتحاد کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس جنگ کو غزوہ احزاب (غزوۃ الأحزاب) کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، جس کا ترجمہ " بیٹل آف دی کنفیڈریٹ" ہے۔ غزوہ خندق میں جب کفار کا لشکر مرالظہران سے روانہ ہوا تو بنو خزاعہ کے چند نوجوانوں نے نہایت

تیزی سے مدینہ منورہ پہنچ کر حضور ﷺ کو اس پوری صورت حال کی اطلاع کر دی۔(۳۰) مدینہ کے گرد خندق کھودنے کا مشورہ حضرت سلمان فارسیؓ نے دیا اُن کا تعلق ایران سے تھا جس کو فارس کہا جاتا تھا وہاں پر ساسانی حکومت تھی اور ساسانی جنگ میں اپنے دفاع کے لیے خندق کھودا کرتے تھے۔

صلح حُدیبیہ ۶ ہجری:

معاہدہ حدیبیہ، ابتدائی اسلامی تاریخ کا ایک اہم واقعہ، 628 عیسوی (6 ہجری) میں پیغمبر اسلام اور مکہ کے قریش قبیلے کے درمیان طے پانے والا ایک امن معاہدہ تھا، جس نے 10 سالہ جنگ بندی قائم کی اور مدینہ میں مسلم کمیونٹی کو تسلیم کرنے کی راہ ہموار کی۔ جنگ بدر کے بعد مدینہ میں مسلمانوں کی طاقت بڑھ رہی تھی لیکن مکہ میں قریش طاقتور رہے اور اسلام کے پھیلاؤ کی مزاحمت کی۔ محمد ﷺ اور ان کے پیروکاروں کا ایک گروپ مکہ میں عمرہ (معمولی حج) کرنے کے لیے نکلا، لیکن مکہ والوں نے، مدینہ کا محاصرہ کرنے میں ناکامی کی وجہ سے ذلیل ہو کر، انہیں داخلے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔

صلح حدیبیہ میں مذاکرات:

مسلمان مکہ سے باہر حدیبیہ کے مقام پر رک گئے اور مکہ والوں نے ایک وفد کو ایک معاہدہ کرنے کے لیے بھیجا۔ 10 سالہ جنگ بندی کا اعلان کیا گیا جس سے مسلمانوں اور قریش کے درمیان کشمکش کی کیفیت ختم ہو گئی۔ کوئی بھی قبیلہ مسلمانوں یا قریش میں سے کسی کے ساتھ اتحاد کا انتخاب کر سکتا تھا۔ محمد ﷺ نے اس سال اپنا عمرہ ترک کرنے اور مدینہ واپس آنے پر رضامندی ظاہر کی، لیکن معاہدے میں یہ شرط رکھی گئی کہ وہ اور ان کے پیروکار اگلے سال عمرہ کرنے کے لیے مکہ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ اس معاہدے میں مکہ کے کسی بھی باشندے کی واپسی کی شرائط شامل تھیں جو اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر مدینہ بھاگ سکتا تھا، لیکن مکہ جانے والے مسلمانوں کی واپسی نہیں تھی۔ اس معاہدے نے مدینہ میں نئی؟ قائم ہونے والی ریاست کو مکہ کے مشرکوں کے ذریعے تسلیم کرنے کی اجازت دی اور خطے میں اس کی پہچان کے لیے ایک اہم قدم بن گیا۔ اس معاہدے نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر حکمرانوں کے درمیان سفارتی تعلقات قائم کرنے میں سہولت فراہم کی، بشمول حبشہ کے شہنشاہ، بازنطینی شہنشاہ، فارس کے بادشاہ اور یمن کے شہزادے کے درمیانمعاہدے سے پیدا ہونے والے پر امن ماحول نے مسلمانوں کو مکہ میں اپنے رشتہ داروں تک پہنچنے کی اجازت دی اور آس پاس کے قبائل کی فتح کی راہ ہموار کی۔ اس معاہدے نے کچھ یہودی رہنماؤں کی پوزیشنوں کو کمزور کر دیا جنھوں نے مکہ کے مشرکین کی حمایت کے بغیر مدینہ میں مسلمانوں اور خطے میں جارحانہ کافروں کے ساتھ معاہدے توڑ دیے تھے۔ معاہدہ حدیبیہ کو اسلامی تاریخ کا ایک اہم موڑ سمجھا جاتا ہے، جس نے امن قائم کرنے اور اسلام کے اثر و رسوخ کو بڑھانے میں پیغمبر اسلام

کی حکمت اور حکمت عملی کا مظاہرہ کیا۔ شوال ۶ ہجری کے اواخر میں ایک رات آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ معہ صحابہ کرام کے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور سب مل کر زیارت کعبہ کر رہے ہیں اور عمرہ ادا کیا تو آپ ﷺ نے پختہ ارادہ عمرہ و زیارت بیعت اللہ شریف کا کر لیا تو آپ ﷺ نے کافروں مشرک تمام قبائل اور بالخصوص آس پاس کے بدوی عربوں کے پاس اپنے ایلچی بھیجے کہ بیت اللہ کی زیارت و تعظیم کے لیے مکہ کی طرف جانے میں ان سے اشتراک و تعاون کریں۔

آپ ﷺ کو سابقہ تجربے کی بنا پر اس بات کا اندیشہ تھا کہ کفار آپ ﷺ سے جنگ کرینگے یا بیت اللہ شریف جانے سے روک دینگے۔ اس لیے آپ ﷺ نے تمام قبائل عرب کو آگاہ کر دیا کہ آپؐ کا ارادہ جنگ و جدل نہیں بلکہ زیارت و عمرے کی ادائیگی ہے اور کعبۃ اللہ کی زیارت کی اجازت اور حق سب کو حاصل ہے اس لئے کوئی کسی کو نہیں روک سکتا۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ ۱۴ سو صحابہ کے ہمراہ عمرے کے لیے روانہ ہوئے جب حضور ﷺ اور صحابہ کرام ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے تو وہاں سے احتیاطاً بنو خزاعہ کے ایک شخص کو آگے بھیجا کہ معلوم کریں کہ قریش کے ارادے کیا ہیں جب آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ عسقان کے قریب پہنچے تو اس نے آکر خبر دی کہ قریش نے تمام قبائل کو یکجا کر کے کہہ دیا ہے محمدؐ مکہ میں کبھی نہیں آسکتے۔ اور مقابلے کے لیے لشکر عظیم تیار کیا۔ قبیلہ خزاعۃ نے اب تک اسلام قبول نہیں کیا تھا لیکن اسلام کے حلیف اور راز دار تھے، قریش اور عام کفار، اسلام کے خلاف جو منصوبے بناتے تو ہمیشہ آنحضرت ﷺ کو اس سے مطلع کر دیا کرتے تھے۔ اس قبیلے کا رئیس اعظم بدیل بن ورقہ تھا آپ ﷺ کی تشریف آوری کا علم ہوا تو چند آدمی ساتھ لے کر آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ قریش لشکر لے کر آرہے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا جا کہ قریش سے کہہ دو کہ ہم لڑنے کے لیے نہیں آئے بلکہ غرض بیت اللہ کی زیارت اور عمرہ ہے بہتر ہو گا کہ قریش معینہ مدت کے لیے صلح کر لیں (۳۱)

راستے کی تبدیلی میں بنی اسلم کی مدد:

جب آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ قریش لڑنے کے ارادے سے مسلمانوں کی طرف آرہے ہیں تو آپ ﷺ نے بہتر سمجھا کہ رستہ تبدیل کیا جائے اور جانے کے لیے دوسرے رستے کا انتخاب کیا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ کوئی شخص ایسا ہے جو ہمیں رستہ دیکھائے تو بنی اسلم کے ایک شخص نے کہا میں آپ ﷺ کو لیے چلتا ہوں وہ آپؐ اور صحابہ کرامؓ کو پہاڑوں کے درمیان نہایت سخت اور دشوار گزار رستے سے لے گیا اور مقام حدیبیہ پر پہنچا دیا۔ (۳۲)

بدیل بن ورقہ کا قریش کو پیغام نبویؐ پہنچانا:

بدیل بن ورقہ نے قریش کو پیغام دیا کہ آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ عمرے کی غرض سے آئے ہیں لڑنے کے لیے نہیں لہذا قریش معینہ مدت کے لیے صلح کر لیں (۳۳)

حلیس بن علقمہ کی آپؐ اور صحابہؓ کی حمایت:

یہ سن بنی کنانہ کے سردار علقمہ نے کہا کہ مجھے آپ ﷺ کے پاس جانے دو اور آپؐ سے ملنے کے بعد اس نے قریش سے کہا کہ آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ عمرے کے لیے آئے ہیں اور اگر تم لوگوں نے محمد ﷺ کو زیارت سے روکا تو بُرا ہو گا بہتر ہے کہ ان سے صلح کر لو۔ قریش نے انکار کیا اس پر علقمہ نے غصے کی حالت میں کہا کہ ہم نے تم سے اس پر حلف نہیں اٹھایا تھا کہ لوگوں کو کعبہ کی تعظیم سے روکو۔ یا تو محمد ﷺ کو خانہ کعبہ آنے دو یا میں تمام قبائل کو یہاں سے لے کر چلا جاؤں گا قبائل میں سے ایک آدمی بھی یہاں نہیں رہے گا۔ (۳۴)

قریش کی طرف سے سہیل بن عمرو کا سفیر بن کر آنا اور صلح کی شرائط طے کرنا:

قریش کی طرف سے سفیر سہیل بن عمرو جب صلح کے لیے بارگاہ نبوی ﷺ میں پہنچا تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا استقبال کیا یہ تمام قریش میں صلح کا سب سے زیادہ خواہشمند تھا آپ ﷺ اور سہیل بن عمرو کے درمیان گفتگو کے بعد مندرجہ ذیل شرائط پر صلح ہوئی۔

صلح نامہ کی عبارت اور شرائط:

اے اللہ تیرے نام سے! یہ معاہدہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے سہیل بن عمرو سے صلح کی ہے دونوں اس بات پر متفق ہے کہ حفاظتی ہتھیاروں کے علاوہ کوئی جنگی ہتھیار نہیں ہو گا اور تلواریں نیام کے اندر ہی رہیں گی۔

آئندہ سال مسلمان مکہ میں بغرض عمرہ اس طرح داخل ہوں کہ اس سال مسلمان مکہ میں داخل ہوئے بغیر ہی واپس چلے جائی گی

اور

صرف تین دن قیام کریں گیا ور جب تک وہ رہیں گے ہم مکہ چھوڑ کر پہاڑوں پر چلے جائیں گے۔

۳۔ معاہدہ کی مدت کے اندر دونوں جانب امن وعافیت کے ساتھ آمدورفت کا سلسلہ جاری رہے گا۔

۴۔ اگر کوئی شخص مکہ سے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر مسلمان ہو کر مدینہ چلا جائے گا۔ تو اس کو مکہ کو واپس کرنا ہو گا۔ اور اگر مدینہ سے کوئی شخص مکہ بھاگ آئے گا تو ہم اس کو واپس نہیں کریں گے۔ (۳۵)

۵۔ تمام قبائل آزاد ہیں کہ ہر دو فریق میں سے جو جس کا حلیف بننا پسند کرے اس کا حلیف بن جائے۔

۶۔ یہ معاہدہ دس سال تک قائم رہے گا اور کوئی اس مدت کے اندر اس کی خلاف ورزی نہیں کرے گا۔

:غزوہ خیبر (۷ھ)

جنگ خیبر اسلام کی تاریخ میں ایک یادگار ہے۔ یہ جنگ 628 عیسوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں مسلمانوں اور عرب (موجودہ سعودی عرب) کے خیبر نخلستان میں رہنے والے یہودی قبیلے کے درمیان ہوئی تھی۔ یہودی مسلمانوں کے سخت مخالف تھے اور مدینہ کے مسلمانوں کو تباہ کرنا چاہتے تھے۔ خیبر کی جنگ، ابتدائی اسلامی تاریخ کا ایک اہم واقعہ، 628 عیسوی میں پیغمبر اسلام اور خیبر کی یہودی برادری کے درمیان پیش آیا، جس کے نتیجے میں مسلمانوں کی فتح ہوئی اور یہودیوں نے اپنی پیداوار کا نصف مسلمانوں کو ادا کرنے کی شرط پر ہتھیار ڈال دیے۔ مدینہ کے شمال میں واقع خیبر کے یہودیوں نے پہلے مسلمانوں کے ساتھ اتفاق کیا تھا لیکن پھر اپنی بات توڑ دی اور بعض نے مدینہ سے نکالے گئے یہودیوں کو پناہ دی۔ اس جنگ میں خیبر کے قلعہ بند شہر کا محاصرہ کیا گیا جس کے نتیجے میں یہودیوں نے ہتھیار ڈال دیے۔ مسلمان جنگ جیت گئے اور خیبر کے یہودیوں کو اس شرط پر علاقے میں رہنے دیا گیا کہ وہ اپنی پیداوار کا آدھا حصہ مسلمانوں کو دیں گے۔ خیبر کی جنگ کو اسلام کی توسیع میں ایک اہم واقعہ سمجھا جاتا ہے، اور اس نے اس بات کی بھی ایک مثال قائم کی کہ نبی محمد نے کس طرح تنازعات سے نمٹا، انصاف، رحم، اور مخالفین کے ساتھ سلوک کا سبق دیا۔ کفار نے غزوہ اُحد اور خندق میں مسلمانوں سے عہد شکنی کی تھی جس کی وجہ سے ان کو مدینہ سے جلاوطن کر دیا گیا تھا۔ یہ لوگ شام کے رستے خیبر میں آباد ہو گئے تھے مگر یہاں بھی ان کا انتشار کم نہ ہوا اور قریش اور قبائل کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر بھڑکاتے تھے اس لیے صلح حدیبیہ کے بعد آپ ﷺ نے ان کی طرف پیش قدمی کی

:خیبر کی فتح میں ایک یہودی مخبر کی مدد

جب مسلمانوں نے یہودیوں کا محاصرہ کیا تو وہ قلعوں میں بند ہو گئے۔ جب مسلمانوں نے قلعہ معب بن معاذ پر قبصہ کیا تو یہودیوں نے قلعہ قلّہ مین پناہ لی۔ یہ قلعہ پہاڑ کی ایک بلند چوٹی پر واقع تھا اس لیے مسلمانوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا محاصرے کے تیسرے روز ایک یہودی جسکا نام؛ عذال؛ تھا آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا اگر آپ ﷺ مجھے امان دیں تو میں اس علاقے کی نشاندہی آپ ﷺ کو کر دوں گا۔ جس سے اس سارے علاقے کو فتح کرنا آسان ہو جائے گا اور قلعہ کی فتح کے بعد باقی علاقے آسانی سے فتح ہو جائیں گے۔ کیونکہ اس علاقے کے نیچے زمین دوز نہریں چلتی ہیں یہ یہودی رات کو وہاں چلے جاتے ہیں پانی پیتے ہیں اور ضرورت کے مطابق پانی لے آتے ہیں اور قلعہ بند ہو جاتے ہیں۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو پانی کے ان خفیہ ذخائر پر قبضے کا حکم فرمایا اور عذال یہودی کی نشاندہی پر مسلمانوں نے ان ذخائر پر بآسانی (۳۶) قبضہ کر لیا۔

فتح مکہ ۸ھ مطابق ۶۳۰:

فتح مکہ مسلمانوں کے مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے آٹھ سال بعد ہوئی۔630 عیسوی میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دس ہزار صحابہ مکہ واپس آئے اور بہت کم مزاحمت کا سامنا کرتے ہوئے کنٹرول سنبھال لیا۔فتح مکہ کا محرک معاہدہ حدیبیہ کی خلاف ورزی تھی، جس پر دو سال قبل دستخط کیے گئے تھے، فتح مکہ (فتح مکہ)، اسلامی تاریخ کا ایک اہم واقعہ، رمضان المبارک 8 ہجری (دسمبر 629 یا جنوری 630 عیسوی) میں پیش آیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے 10 صحابہ کرام، مکہ مکرمہ، مسلمانوں کے درمیان تصادم کے نتیجے میں واپس آئے۔ اور قریش، اور اسلام کے ایک نئے دور کا آغاز کیا۔ یہ فتح قریش کے ذریعہ حدیبیہ کے معاہدے کی خلاف ورزی کے بعد ہوئی، جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک قبیلہ بنو خزاعہ کے افراد کو قتل کر دیا تھا۔

پیغمبر محمد اور ان کے پیروکاروں نے مکہ کی طرف مارچ کیا، انہیں قریش کی طرف سے بہت کم مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا، جو مسلم فوج کی طاقت سے واقف تھے۔ شہر کو بغیر کسی خونریزی کے لے لیا گیا تھا، پیغمبر محمد نے مکہ والوں کے ساتھ فراخدلی سے کام لیا، صرف کعبہ کے اندر اور اس کے ارد گرد کا فربتوں کو تباہ کرنے کا مطالبہ کیا۔ فتح مکہ کو اسلامی تاریخ کا ایک اہم موڑ سمجھا جاتا ہے، جو مسلم کمیونٹی کے نوزائیدہ قیام کی انتہا اور جزیرہ نما عرب میں اتحاد اور استحکام کے ایک نئے دور کا آغاز ہے۔ فتح رمضان المبارک کے دوران ہوئی، ایک ایسا مہینہ جسے اکثر اسلامی تاریخ میں فتح کا مہینہ سمجھا جاتا ہے، دیگر اہم واقعات، جیسے کہ بدر کی جنگ، بھی رمضان میں رونما ہوتی ہے۔ فتح کے بعد، پیغمبر اسلام نے مکہ مکرمہ اور آس پاس کے علاقوں میں اسلام کو غالب مذہب کے طور پر قائم کیا، اور یہ شہر مسلمانوں کے لیے زیارت کا ایک بڑا مرکز بن گیا۔ صلح حدیبیہ کے بعد قبائل آزاد تھے کہ مسلمانوں یا قریش میں جس کے ساتھ چاہیں معاہدہ کر لیں۔ اس طرح بنو خزاعہ نے مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ حلیف کیا اور بنو بکر نے قریش کے ساتھ معاہدہ کیا۔ بنو بکر اور بنو خزاعہ میں مدت سے لڑائی چلی آرہی تھی ایک رات بنو بکر نے بنو خزاعہ پر حملہ کیا اور قریش نے بنو بکر کی چھپ کر مدد کی اور عین حرم میں بنو خزاعہ کا خون بہایا۔ تو بنو خزاعہ کا سردار عمرو بن سالم حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قریش کے معاہدے کی خلاف ورزی کا حال سنایا اور آپ ﷺ سے مدد کی درخواست کی آپ ﷺ نے اپنا قاصد قریش کے پاس بھیجا کہ ان تین شرطوں میں سے ایک کو قبول کر لو۔

مقتولوں کا خون بہا دیا جائے۔

قریش بنی بکر کی حمایت سے الگ ہو جائیں۔

اعلان کر دیا جائے کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا۔ قریش نے تیسری شرط کو منظور کر لیا اور معاہدہ توڑ دیا۔ اس پر آپ ﷺ نے مکہ پر حملے کی تیاری شروع کر دی اور اس کو صیغہ راز میں رکھا۔

روانگی مکہ:

مکہ روانگی کے وقت آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کے آس پاس کے قبائل کو قریش کے مقابلے میں جانے کی دعوت دی۔ اس دعوت کے ساتھ (۳۷) ہی قبیلہ اسلم، غفار، مزینہ، جُہینہ اور اشجع کے لوگوں کا ایک جم غفیر مدینہ منورہ چل پڑا اور مقام قدیر میں لشکر اسلام میں شمولیت فرمائی۔

حاصل بحث (Discussion)

اسلامی تاریخ میں غزوہ کا تصور پیغمبر اکرم (ص) اور ان کے صحابہ کے زمانے اور حالات سے مخصوص ہے۔ مسلمانوں نے مختلف وجوہات کی بنا پر غزوے کیے، جن میں اپنے دفاع، امت مسلمہ کی حفاظت، اور اسلام کے پیغام کو پھیلانا شامل ہے۔ یہاں قرآن کی چند آیات ہیں جو اپنے دفاع میں لڑنے سے خطاب کرتی ہیں: اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے جنگ کرتے ہیں لیکن حد سے نہ بڑھو۔ اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ (سورہ بقرہ: 190) ان کو مار ڈالو جہاں تم ان پر آئے اور ان کو وہاں سے نکال دو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے۔ کیونکہ ظلم و ستم قتل سے بھی بدتر ہے۔ اور ان سے مسجد حرام میں نہ لڑو جب تک کہ وہ وہاں تم پر حملہ نہ کریں۔ اگر وہ ایسا کریں تو ان سے لڑو، یہ کافروں کا بدلہ ہے۔ (سورہ بقرہ آیت 191) اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کو کبھی مردہ مت کہو، حقیقت میں وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم اس کا ادراک نہیں کرتے۔ (سورہ بقرہ 2:154) ہم یقیناً آپ کو خوف اور قحط اور املاک، جانوں اور فصلوں کے نقصان سے آزمائیں گے۔ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو۔ (سورہ بقرہ 2:155) اسلام میں غزوہ عقیدہ کے پھیلاؤ اور تحفظ میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں مسلمانوں نے متعدد غزوے لڑے جن میں سے ہر ایک اپنی اہمیت اور نتائج کے ساتھ تھا۔ پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے لڑی جانے والی ابتدائی لڑائیوں، جیسے بدر اور احد سے لے کر خلفائے راشدین کے دور میں ہونے والی بعد کی توسیعات اور فتوحات تک، غزوؤں نے اسلام کی تاریخ اور رفتار کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔

حوالہ جات

۲۷۔ مسعود مفتی، غزوات نبویؐ، علم و عرفان پبلشر اُردو بازار لاہور، ۲۰۰۸ء حصہ، اول ص، ۴۸

۲۸۔ ایضاً، حصہ، دوئم، ص، ۱۷

۲۹۔ محولہ بالا، ص، ۲۱۵

۳۰۔ مسعود مفتی، غزوات نبویؐ، ص، ۳۶۰

۳۱۔ ایضاً

۳۲۔ ایضاً

۳۳۔ ایضاً

۳۴۔ ایضاً

۳۵۔ ایضاً

۳۶۔ ایضاً

۳۷۔ ایضاً

سورہ بقرہ:190، سورہ بقرہ آیت 191، سورہ بقرہ 2:154، سورہ بقرہ 2:155